ڈاکٹر محمد سلیمان صاحب - اسلامیہ یونیورسٹی - بہاولپور

عبدالمطلب اور بنو خزاعہ کا باہمی معاہدہ

اور

عہد رسالت میں اس کے اثرات

بنو خزاعہ حجاز کے ایک یمنی الاصل قبیلے کا نام ہے بنو جرہم کے بعد عمرو بن لحی کی قیادت میں مکہ پر قابض ہوا - اور پھر ایک طویل عرصہ تک کعبہ کی تولیت ان کے پاس رہی : تاآں کہ ایک قریشی سردار قصی بن کلاب نے انہیں مکہ سے بیدخل کر دیا۔ حرم کی تولیت چھن جانے کے بعد یہ قبیلہ مکہ کے گرد و نواح میں آباد ہو گیا۔[1]

آفتاب رسالت ؐ کے طلوع ہونے کے وقت یہی صورت حال تھی : تاہم ان کے ایک سردار بدیل بن ورقہ[2] کا مکہ میں گھر تھا (۳) اس وجہ سے بنو خزاعہ کی مکہ میں آمد و رفت عام تھی - جاہلیت اور اسلام میں اس قبیلہ نے بڑے نامور لوگ پیدا کئے ہیں۔ (۴) عرب العاربہ اور اہل کتاب کی تاریخ سے واقفیت ان کا طرۂ امتیاز تھا (۵) پیشے کے لحاظ سے تاجر تھے اور بسلسلہ تجارت ادھر ادھر کی آبادیوں اور شہروں میں ان کی آمد و رفت رہتی تھی - اور اس وجہ سے یہ گرد و پیش کے حالات سے باخبر رہتے تھے - (۶) ان کی یہ خصوصیت حضور رسالتمآب ؐ کی قریش مکہ کے ساتھ کشمکش کے دوران آپ کے لئے بہت فائدہ مند ثابت ہوئی - کیونکہ بنو خزاعہ نے اپنے افراد کے کفر و اسلام سے قطع نظر کر کے اپنا وزن بوجوہ آنحضرت کے پلڑے میں ڈال دیا تھا۔ اور قریش جو منصوبے آپ کے خلاف بناتے یہ آپ کو ان سے مطلع کر دیا کرتے تھے (۷) جس کے باعث قریش کی سرگرمیوں کا توڑ آپ کے لئے زیادہ مشکل نہ رہا۔ ذیل کی سطور میں یہی بات ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ہمارے خیال میں آنحضرت ؐ کے ساتھ بنو خزاعہ کے مذکورہ بالا ربطے کی وجہ وہ معاہدہ ہے جو آپ کے دادا جناب عبدالمطلب نے قریش کے مختلف خاندانوں کی باہمی چپقلش سے زخم کھانے کے بعد اپنے ہاتھ مضبوط کرنے کی خاطر بنو خزاعہ سے کیا تھا - یہ معاہدہ بنو خزاعہ کے ورقہ بن عبدالعزیٰ - سفیان بن عمرو - ابو بشر ہاجر بن عمر ہاجر بن عبد مناف - عبدالعزیٰ بن قطن وغیرہ - اور عبدالمطلب اور اس کے سات ساتھیوں کی موجودگی میں ہوا - اور ابوقیس بن عبد مناف کے ہاتھ سے کتابت ہو کر کعبہ میں آویزاں کیا گیا (۸) اس معاہدے کی عبارت دو روایتوں

کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے۔ پہلی روایت واقدی کی ہے جو یوں ہے :-

" باسمک اللھم ۔ یہ حلف عبدالمطلب اور بنو خزاعہ کے درمیان مؤخرالذکر کے سرداروں اور اہل الرائے حضرات کے عبدالمطلب کے پاس آنے سے پایۂ تکمیل کو پہنچا ہے ۔ اس کی رو سے فریقین کے جو لوگ حاضر مجلس نہیں ہیں وہ بھی اس فیصلے پر کاربند رہنے کا اقرار کرتے ہیں ۔ جو حاضرین نے کہا ہے ۔ بے شک ہمارے درمیان اللہ کے عہد اور قول و قرار ہیں ۔ جو نہ تو فراموش کئے جائیں گے ۔ اور نہ ان کے خلاف کیا جائے گا ۔ باہم ایک دوسرے کی مدد کی جائے گی جب تک کہ وہ ثبیر اور حرا قائم ہیں ۔ اور سمندر کا پانی ان کو تر کرتا ہے ۔ یہ معاہدہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے "۔ (۹)

بلاذری نے بھی معاہدہ باختلاف عبارت یوں نقل کیا ہے :

یہ خزاعہ اور عبدالمطلب نے باہمی مدد اور غمخواری پر معاہدہ کیا ہے ۔ جو اس وقت تک قائم رہے گا جب تک سمندر ان کو تر کرتا رہے گا ۔ فریقین کے بوڑھے ، بچے ، حاضر غائب سبھی اس معاہدے میں شریک ہیں ۔ اور میثاق پر پوری تاکید کے ساتھ دستخط کرتے ہیں ۔ اور دوستی کی ایسی گرہ لگاتے ہیں جسے نہ توڑا جا سکتا ہے اور نہ کوئی توڑے گا جب تک سورج کوہ ثبیر کو منور کرتا رہے گا ۔ اور اونٹ وادیوں میں آوازیں نکالتے رہیں گے ۔ اور سورج و چاند قائم رہیں گے ۔ اور مکہ میں انسان آباد رہیں گے ۔ یعنی یہ حلف ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے ۔ بے شک عبدالمطلب ، اس کے بیٹے اور ان کے رفقائے کار اور بنو خزاعہ کے سب افراد ایک دوسرے کے مثل ہیں ۔ ایک دوسرے کے دست و بازو اور مدد و معاون ہیں ۔ پس عبدالمطلب پر واجب ہے کہ وہ بنو خزاعہ کی ہر ایسے شخص کے خلاف مدد کرے جو ان کی مخالفت میں اٹھے ۔ خواہ وہ خشکی پر ہو خواہ سمندر میں ۔ خواہ ہموار زمین پر ہو یا سنگلاخ زمین پر ۔ اور بنو خزاعہ پر واجب ہے کہ عبدالمطلب ، اس کی اولاد اور ان کے ساتھیوں کی مدد کریں خواہ وہ مشرق میں ہوں یا مغرب میں ۔ سنگلاخ زمین پر ہوں یا ہموار میدانوں میں ۔ اس معاہدے پر فریقین نے اللہ کو اپنا کفیل بنایا ہے ۔ اور وہ اعتماد اور بھروسے کے لئے کافی ہے "۔ (۱۰)

جناب عبدالمطلب تا عمر اس معاہدے پر کاربند رہے ۔ اور اپنے بعد اپنے فرزند زبیر کو بھی وصیت فرمائی جیسا کہ ان کے درج ذیل اشعار سے ظاہر ہے :

ساوصی زبیرا ان اتتنی منیتی ۔۔۔ بامساك ما بینی و بین بنی عمرو

و ان یحفظ العهد الوکید بجهده ۔۔۔ ولا یلحدن فیه بظلم ولا غدر

ترجمہ :۔ میں جلد ہی زبیر کو وصیت کروں گا کہ اگر مجھے موت آجائے تو اس معاہدے کو جو میرے اور بنو عمرو (خزاعہ) کے درمیان ہوا ہے ۔ قائم و دائم رکھے اور اس کے ساتھ چمٹا رہے ۔

اسے چاہیے کہ پوری مستعدی کے ساتھ اس معاہدے کی حفاظت کرے اور ظلم و غداری کے باعث ، اس کے

تقاضے پورے کرنے سے پہلوتہی نہ کرے۔

جناب زبیر بن عبدالمطلب بھی تاعمر اس معاہدے پر کاربند رہے۔ اور بوقت موت اپنے بھائی ابوطالب کو ایسی ہی وصیت فرمائی جنہوں نے اپنے بعد یہ ذمہ داری جناب عباس کو سونپ دی۔ (۱۴)

ہجرت کے بعد حضور رسالت مآبؐ کی کفار مکہ و دیگر قبائل عرب سے مسلح کش مکش کا آغاز ہوا تو روایات کے مطابق جناب عباس بنو خزاعہ کے حلیف تھے اور دیگر ہاشمی ان کی ماتحتی میں اس معاہدے میں شریک تھے جو خود فکری طور پر منتشر تھے۔ سیدنا علیؓ، سیدنا حمزہؓ وغیرہ آں حضرتؐ کے ساتھ تھے جب کہ خود جناب عباس اور ان کا ایک بھائی ابولہب دیگر بہت سے ہاشمیوں کے ساتھ آنحضرتؐ کے مخالف کیمپ میں تھے۔ اس صورت حال میں بنو خزاعہ کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ مذکورہ معاہدے کی رو سے وہ ہاشمیوں کے کس گروپ کا ساتھ دیں تاہم جنگ بدر نے ان کی یہ مشکل حل کر دی۔ اس جنگ میں شکست کی خبر سن کر ہاشمیوں کا سردار ابولہب چل بسا۔ اور اس کی وفات سے بنو ہاشم کی سرداری جناب عباس کے حصہ میں آگئی جو بقول مورخین پہلے ہی بنو خزاعہ اور عبدالمطلب کے درمیان ہونے والے معاہدے کی رو سے بنو خزاعہ کے حلیف تھے۔

جناب عباس اس موقع پر مسلمانوں کے ہاتھ میں ایک جنگی قیدی کی حیثیت سے مدینہ میں مقیم تھے۔ محسوس ہوتا ہے کہ ان ایام میں آنحضرتؐ اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے رویے میں ایک واضح تبدیلی ہوئی ہے۔ آنحضرت کو وہ اس سے پہلے اپنے دیگر افراد خاندان کی طرح ایک فرد، لیکن عقائد و نظریات کے لحاظ سے دوسروں سے ہٹا ہوا، قریش کے ہاتھوں ستایا ہوا بے یار و مددگار اور مدینہ میں ایک پناہ گزین کی حیثیت سے مقیم اور ایک مہاجر تصور کرتے تھے۔

بدر میں آنحضرتؐ کی فتح سے ان پر بخوبی واضح ہو گیا کہ اب آپ قریش کے ستائے ہوئے، عام ہاشمی اور مدینہ میں ایک پناہ گزین نہیں رہے بلکہ آپ ایک ایسے طاقت ور رہنما بن چکے ہیں جو بنو ہاشم کی حمایت کے محتاج نہیں ہیں۔ اور اپنے اثر و رسوخ کا دائرہ قریش سے باہر اس قدر پھیلا چکے ہیں کہ اس کے بل بوتے پر قریش جیسی عظیم طاقت کو ناک چنے چبوا سکتے ہیں۔ جناب عباس جو خود بھی ایک تاجر تھے۔ بخوبی سمجھ گئے کہ اس طاقتور پوزیشن سے مدینہ میں رہتے ہوئے آپؐ اہل مکہ کی تجارت کا خاتمہ کر کے انہیں بھوکوں مار کر اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ اور جناب سمجھ چکے تھے کہ یہ جو کچھ ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ سب معجزہ کی طاقت اور خدا کی نصرت ہے جو نبوت کی صداقت اور حقانیت کی دلیل ہے۔ چنانچہ یعقوبی کے مطابق اسی قیام مدینہ کے دوران خفیہ طور پر مسلمان ہو گئے تھے۔

دوسرے مورخین نے خاص اس موقع پر آپ کے قبول اسلام کا تذکرہ نہیں کیا تاہم بعد از بدر ان کی رہائی کے

سرگرمیوں سے (۱۴) بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ ان کی ہمدردیاں حضور رسالت مآب صلعم کے ساتھ ہوگئی تھیں۔ نتیجتاً ان کے حلفاء یعنی بنو خزاعہ جو اس سے قبل کوئی فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھے۔ کہ قریش اور آں حضرت صلعم کی کشمکش میں کس کا ساتھ دیں (کیونکہ دونوں طرف ہاشمی موجود تھے) جناب عباسؓ کے اتباع میں حقانیت اور نبوت کے دلائل دیکھ کر آنحضرتؐ سے منسلک ہوگئے اور ان کی ہمدردیاں بھی مدینہ کی جانب منتقل ہوگئیں۔ یہ ایک بہت بڑا واقعہ تھا جس نے آنحضرتؐ کی مشکلات کو آسانیوں میں بدل کر ان کے لئے کامیابیوں کے دروازے کھول دیئے۔ اور صرف ۶ سال کے عرصہ میں مغرور و سرکش قریشیوں کو اسلام کے دامن میں پناہ لینے پر مجبور کردیا۔ جیسا کہ سطور ذیل سے ظاہر ہوتا ہے۔

قریش کو جنگ بدر میں عبرت ناک شکست ہوئی تو اس کا بدلہ لینے کے لئے انہوں نے بھرپور تیاری کرکے مدینہ پر چڑھائی کے ارادے سے مکہ سے کوچ کیا۔ بنو خزاعہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو ان کا ایک سردار عمرو بن سالم تیز رفتاری کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا۔ قریش ابھی ذوطویٰ (۱۵) میں تھے کہ وہ ان سے آگے نکل گیا۔ مدینہ پہنچ کر آنحضرت صلعم کو قریشی لشکر کی مکہ سے روانگی کی خبر دے کر انتہائی سرعت سے واپس ہوا کہ قریش ابھی بطن رابغ تک ہی پہنچے تھے جو مدینہ سے چند راتوں کے فاصلہ پر واقع ہے۔

ابوسفیان نے جب اسے واپس آتے ہوئے دیکھا تو کف افسوس ملتے ہوئے کہنے لگا کہ یقیناً عمرو مدینہ والوں کو ہماری روانگی کی خبر دے کر آرہا ہے۔ تاہم وہ عمرو کے مرتبے کے باعث اس کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھا سکا۔ اگرچہ اس کا اچانک حملے کا خواب پریشان ہوچکا تھا (۱۶)

بنو خزاعہ کی اس بر موقع مدد کے باوجود بعض دیگر وجوہ کے باعث جنگ احد میں جناب رسالتمآب صلعم اور ان کے اصحاب کو نہایت تکلیف دہ صورت حال کا سامنا کرنا پڑا۔ ابوسفیان اپنی کامیابی پر پھولا نہ سما رہا تھا۔ فتح کے نشے میں وہ بھول گیا کہ اسے مسلمانوں کے مرکز مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجانے کا نادر موقع ہاتھ آگیا ہے جو میدانِ جنگ سے دو تین میل کے فاصلے پر واقع تھا اور زخمی و شکستہ حال مسلمان قطعاً اس کے دفاع کے قابل نہ تھے اس کا یہ نشہ مسلمانوں کے لئے باعث رحمت ثابت ہوا۔ انہیں اپنے زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے اور صورت حال کا جائزہ لینے کا موقع مل گیا۔ کیونکہ انہیں پتہ چل چکا تھا کہ ابوسفیان اپنی فوج کے ساتھ مکہ واپس جا رہا ہے تاہم وہ ابھی زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اس نے اپنے لشکریوں سے مدینہ پر حملہ کرنے کے ارادے کا اظہار کیا۔

آنحضرت صلعم کو یہ خبر عبداللہ بن عمرو المازنی کے ذریعے ملی (۱۷) تو صورت حال ایک دم بدل گئی۔ اہل مدینہ جو پہلے ہی شہداء پر نوحہ خواں تھے اور زخمیوں کی دیکھ بھال میں الجھے ہوئے تھے۔ اس نئے خطرے سے مشکل عہدہ برآ ہو سکتے تھے۔ لیکن جناب رسالت مآب نے کمال حوصلے اور جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں

کو فوری کوچ کا حکم دیا۔ اور حمراء الاسد نامی جگہ پر پہنچ گئے۔ (۱۸) آپ اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ ایک شکست خوردہ لشکر کے جس کی تعداد شہدا اور زخمیوں کو نکال کر بمشکل چھ سو رہ گئی تھی ۳ ہزار کے فاتح لشکر سے اپنی شکست کے اگلے ہی روز نبرد آزما ہونے کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ اس لئے آپ نے ایک خزاعی معبد بن ابی معبد کی خدمات حاصل کیں جو تا حال مشرک تھا۔ معبد نے کفار کے لشکر میں جاکر پروپیگنڈہ کی جنگ لڑی۔ اور اس طرح کی خبریں پھیلائیں کہ جناب رسول اللہ ؐ اتنے بڑے لشکر کے ساتھ کفار کا پیچھا کر رہے ہیں۔ کہ میں نے پہلے کبھی اتنا بڑا لشکر نہیں دیکھا ان کے ساتھ مدینہ کے وہ تمام افراد موجود ہیں جو احد کی جنگ میں شریک نہیں ہوئے تھے۔

معبد نے اپنی باتوں سے کفار کو اس قدر خوفزدہ کیا کہ ابوسفیان نے اس بات میں بہتری سمجھی کہ میدان احد کی فتح پر قناعت کرکے جلد از جلد مکہ پہنچ جائے۔ اور پیچھا کرنے والی مسلم فوج کے ہاتھوں شکست کھا کر ذلیل و خوار نہ ہو جائے۔ ابوسفیان کے سوئے مکہ اس کوچ کی خبر معبد نے ایک اور خزاعی کے ذریعے آنحضرت ؐ کو حمراء الاسد پہنچا دی۔ اور آپ ؐ اطمینان سے ایک فاتح کی حیثیت سے مدینہ واپس تشریف لے گئے (۱۹)

احد کی شکست کے بعد مسلمانوں اور ان کے شہر کو مکمل تباہی سے بچانے کے بعد بنو خزاعہ ایک ایسی ہی صورت حال میں ایک مرتبہ پھر مسلمانوں کی امداد و حمایت میں سرگرم عمل نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ سبھی جانتے ہیں کہ وہ جنگ خندق کے ایام مسلمانوں کی ابتدائی تاریخ کے نازک ترین ایام تھے۔ قریش دیگر مشرکین عرب اور یہود کا متحدہ لشکر مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے عزائم کے ساتھ مدینہ کو گھیر چکا تھا۔ صورت حال اس قدر نازک تھی کہ بڑے بڑوں کا پتا پانی ہو چکا تھا۔ قرآن "بلغت القلوب الحناجر" (۲۰) کے الفاظ کے ساتھ اس ہیبت اور دہشت کا ذکر کرتا ہے جو مسلمانوں پر ان دنوں طاری تھا۔ قریش نے سارے عرب میں گھوم پھر کر دس ہزار کا لشکر اس ہوشیاری سے تیار کر لیا تھا کہ جناب رسالت مآب ؐ کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی۔

جناب عباس جو جنگ احد کے لئے قریش کی تیاریوں کی خبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بروقت دینے میں کامیاب ہو گئے تھے (۲۱) اس مرتبہ شاید سخت نگرانی میں رکھے گئے تھے کہ وہ بھی ان تیاریوں کی خبر آپ کو نہ پہنچا سکے

آپ غور فرمایئے کہ جس لشکر سے مسلمان خندق کے اندر بیٹھے ہوئے کانپ رہے تھے۔ اگر خندق کے بغیر اس کے ساتھ ان کا سامنا ہو جاتا تو کیا صورت حال ہوتی (۲۲) یہ خندق کھودنے کا موقعہ یعنی مدینہ اور مسلمانوں کے کامیاب دفاع کا موقع جناب رسول کریم ؐ کو بنو خزاعہ نے فراہم کیا۔ وہ قریش کی آنکھوں میں دھول جھونک کر مکہ سے ۴ روز میں مدینہ پہنچے۔ اور قریش کا پروگرام آپ کے سامنے پیش کر دیا۔ (۲۳) آپ نے فوری طور پر ساتھیوں سے مشورہ کر کے خندق کھودنے کا حکم جاری فرمایا۔ اور ۶ روز کی انتھک محنت سے قریش کے مدینہ پہنچنے سے پہلے مکمل کر کے انہیں ورطہ حیرت میں ڈال دیا (۲۴)

قریش پہنچے تو اس غیر متوقع صورت کو دیکھ کر دانتوں میں انگلی دبا کر بیٹھ گئے اور پھر بیٹھے ہی رہے۔ تاآں کہ ان کا سامان رسد ختم ہو گیا۔ اور واپسی کے لئے کوچ کے سوا کوئی اور چارہ کار باقی نہ رہا۔

جنگ خندق کے بعد آنحضرت صلعم کی زندگی کا اہم واقعہ حدیبیہ میں رونما ہوا ہے۔ جہاں آپ نے بغیر جنگ لڑے قریش پر ایک ایسی فتح حاصل کی قرآن جسے فتح مبین کے الفاظ سے ذکر کرتا ہے (۲۵) آں حضرت صلعم کو اتنی بڑی فتح دلوانے سے بنو خزاعہ نے قابل قدر خدمات سر انجام دی ہیں۔ ہوا یوں کہ جب آپ بغرض عمرہ ۱۴۰۰ یا ۱۶۰۰ اصحاب کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے تو بسر سفیان خزاعی کو اس ہدایت کے ساتھ آپؐ نے مکہ بھیجا کہ وہ اس سفر پر اہل مکہ کا ردعمل معلوم کر کے آئے۔ بسر نے اپنا کام کمال ہوشیاری سے سرانجام دیا۔ وہ مکہ پہنچا۔ اہل مکہ کے عزائم معلوم کئے۔ ان کے رازوں تک رسائی حاصل کی۔ اور جب آنحضرتؐ عسفان پہنچے تو اس نے آپ سے ملاقات کر کے درج ذیل رپورٹ پیش خدمت کی۔

"قریش نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ وہ آپ کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے اپنے حلیفوں کو مدد کے لئے بلا لیا ہے۔ اور جنگی لباس پہن کر مکہ سے باہر بلاح میں اپنا کیمپ لگا لیا ہے۔ انہوں نے خالد بن ولید کو ۲۰۰ سواروں کے ساتھ آپ کا راستہ روکنے کے مشن پر الغمیم بھیج دیا ہے۔ نیز بلاح سے وتدنک کی پہاڑی چوٹیوں پر دس جاسوس متعین کر دیے ہیں جنہوں نے پیغام رسانی کے لئے خفیہ اصطلاحات وضع کی ہوئی ہیں۔ اگر ان میں سے کسی نے بھی آپؐ کا لشکر دیکھ لیا یا کوئی مشتبہ حرکت ان کے نوٹس میں آگئی تو وہ خفیہ کوڈ میں یہ خبر اپنے سے پچھلے جاسوس کو پہنچا دے گا۔ وہ اپنے سے پچھلے کو۔ اور اس طرح آناً فاناً یہ خبر بلاح میں قریش کو پہنچ جائے گی۔ جو اس پر فوری اقدام کے لئے تیار ہوں گے۔" (۲۶)

آنحضرت کو اگر یہ خبر نہ ملتی تو آپ بے خبری میں آگے بڑھتے رہتے اور ۲۰۰ سواروں کا دستہ آپ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاتا۔ کیونکہ اتنا بڑا گھڑ سوار دستہ شاید اس سے قبل عرب میں نظر نہیں آیا تھا۔ اگر آپ اس سے بچ جاتے یا اسے شکست دے کر آگے بڑھ جاتے تو جونہی آپؐ جاسوسوں کی نظر میں آتے۔ اگلے ہی لمحہ آپ کے نیم مسلح اور سفر کی تھکان سے چور اصحاب تازہ دم اور پوری طرح مسلح کفار کے نرغے میں آجاتے جنہیں اپنے گھر کی دہلیز پر لڑنے کا نفسیاتی فائدہ بھی ہوتا جیسا کہ کہتے ہیں کہ اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہوتا ہے۔ ایسی جنگ کا متوقع نتیجہ معلوم کرنے کے لئے کسی لمبے چوڑے غور و خوض کی ضرورت نہیں ہے۔

آفریں ہے بسر پر جس نے تمام خفیہ باتیں آپ کو پہنچا دیں۔ اور آپؐ نے ایک ایسا راستہ اختیار کر لیا جو خالد کے دستے اور جاسوسوں کی کمین گاہوں سے ہٹ کر آپ کو اس طرح مکہ کی دہلیز پر لے گیا کہ اہل مکہ کے سارے انتظامات دھرے کے دھرے رہ گئے۔ دفعتہً آپ کو سامنے پا کر ان کی جارحیت دفاع میں بدل گئی

... کمان چھوڑ کر قلم اور کاغذ کے ساتھ وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اور وہ معاہدہ طے پا گیا جسے فتح مبین کہا گیا ہے۔

اس معاہدے میں قبائل عرب کو آزادی دی گئی کہ وہ چاہیں تو قریش کے حلیف بن جائیں۔ اور چاہیں تو مسلمانوں کے۔ بنو خزاعہ نے اس شق کے تحت مسلمانوں کے حلیف ہونے یعنی تجدید حلف کا اعلان کر دیا۔ (۲۷) اور معاہدہ کی یہی شق فتح مکہ کا سبب بن گئی۔ جب کہ معاہدے کی رو سے مکہ کو فتح کرنا ایک خواب کی حیثیت اختیار کر گیا تھا کیونکہ جانبین کے درمیان کئی سال کے لئے لڑائی بند کیے جانے پر اتفاق ہو چکا تھا۔ (۲۸)

ہوا یوں کہ قریش کے حلیف بنو بکر نے قریش کی مدد سے بنو خزاعہ پر زیادتی کی۔ اور ان کے کئی افراد قتل کر دیئے۔ بدیل بن ورقہ اور عمرو بن سالم اپنے مصائب کی داستان سنانے کے لئے مدینہ پہنچ گئے۔ (۲۹) عمرو نے اس موقع پر جو اشعار پڑھے وہ کتب تاریخ سیرت میں محفوظ ہیں (۳۰) ان اشعار میں اس نے معاہدہ حدیبیہ کا حوالہ دینے کی بجائے اس معاہدے کے حوالے سے مدد طلب کی جو عبدالمطلب اور بنو خزاعہ کے درمیان ہوا تھا۔ آنحضرتؐ نے اس معاہدے کی پاسداری کرتے ہوئے مدد کا وعدہ فرمایا اور کماحقہ تیاری کر کے مکہ پر چڑھائی کی جس کے نتیجے میں مکہ فتح اور قریش سرنگوں ہو گئے جو آپ کی سب سے بڑی کامیابیوں میں سے ایک تھی۔ گویا آنحضرتؐ کے لئے مکہ کا دروازہ بنو خزاعہ کے نعوان نے وا کیا۔ اور عبدالمطلب کے ساتھ ہونے والا ان کا معاہدہ اس فتح کا بنیادی سبب بنا ہے۔

ہم اپنی گذارشات کے اختتام پر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس کے بعد مسلمانوں کے مکمل تباہی سے بچانے والے خندق میں قریش کے اس عزم کو کہ "مسلمانوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا جائے" ناکام بنانے والے، حدیبیہ میں حضور نبی کریمؐ کو فتح مبین سے ہمکنار کرانے والے اور فتح مکہ کا سبب بننے والے بنو خزاعہ جس عزت و تکریم کے مستحق ہیں ہم اس کا عشر عشیر بھی انہیں نہیں دے سکے۔ حالانکہ آنحضرتؐ کے لئے ان کی خدمات آپ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

خوشبو کے سب رنگ
لذت کے سب رس
نورس
قومی مشروب